

تسلسل کے ساتھ بڑھتی عالمی کساد بازاری اور وال اسٹریٹ پر قبضہ کی مہم کے پس منظر میں عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے حالیہ بحران، اس کے مضمرات اور مستقبل کی صورت گری کے حوالہ سے انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے زیر اہتمام "سرمایہ داری کا حالیہ بحران" کے عنوان سے 22 دسمبر 2008ء کو ایک سیمینار منعقد ہوا، جس میں نامور ماہرین معاشیات نے اظہار خیال کیا۔ ممتاز ماہر معاشیات پروفیسر [خورشید احمد](#) کی زیر صدارت ہونے والے اس سیمینار میں پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس کے سابق ڈائریکٹر اور جامعہ اردو اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر نواب حیدر نقوی، فاسٹ نیشنل یونیورسٹی لاہور کے استاد ڈاکٹر ظفر اقبال اور پاکستان کے سابق چیف اکنومسٹ جناب

[فصیح الدین](#)

نے خطاب کیا۔

مقررین نے کہا کہ سرمایہ دارانہ معیشت میں چند برسوں کے وقفہ کے ساتھ بار بار کساد بازاری کے بحران آتے رہے ہیں۔ اس لیے موجودہ بحران کو بھی شروع میں ماضی کی طرح معمول کا بحران سمجھا گیا تاہم یہ بحران گہرا ہوتا گیا اور اب ماہرین اسے معاشی صورت حال کے معمولی نقص کے طور پر نہیں بلکہ پورے نظام سرمایہ داری کے گہرے بحران کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔



"تاریخ کے اختتام" اور معیشت کے میدان میں لیبرل معیشت کی صورت میں انسان کی معراج اور معیاری منزل کو پالینے کے دعوؤں کے کچھ ہی عرصے بعد اب ایک بڑا بحران دنیا کے سامنے ہے۔ یہ صرف معیشت کا نہیں بلکہ تہذیب کا بحران ہے، اور یہ بحران چھوٹی موٹی تبدیلیوں سے حل ہونے والا نہیں بلکہ بڑی سطح پر سوچ کی تبدیلی ہی اس کا حل ہے۔ بحران کے عوامل کا ذکر کرتے ہوئے ماہرین نے کہا کہ ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی کے نتیجے میں ہونے والی بیروزگاری، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، آزاد معیشت کے نام پر ناجائز منافع خوری، ترقی کے مواقع میں عدم مساوات، پبلک سیکٹر کو

نظر انداز کرنا، مصنوعی معیشت کا فروغ اور پھر سطح پر بد انتظامی حالیہ بحران کے چند بڑے اور ظاہری اسباب ہیں۔ سرمایہ داری نظام کی فلسفیانہ بنیادوں پر گفتگو کرتے ہوئے ماہرین معیشت نے کہا کہ حرص، لالچ اور بلا روک ٹوک زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا جذبہ نظام سرمایہ داری میں اصل قوت محرکہ ہے۔ اس سوچ نے نہ صرف امیر اور غریب کے درمیان فرق میں اضافہ کیا ہے اور ان کے درمیان نفرت کے بیج بودیے ہیں بلکہ "معیشت کی نشوونما" کے نام پر ایسی پالیسیوں کو فروغ دیا ہے جو صرف امیروں کے حق میں ہیں۔ دولت اور اس کی مختلف شکلوں کا باہمی لین دین جو مصنوعی معیشت ہے اور سرمایہ داروں کے نفع کمانے کا حربہ ہے، خوب فروغ پذیر ہے۔ جس کے نتیجے میں مڈل کلاس مسلسل معاشی نقصان سے دوچار ہے اور حکومت سرمایہ کاروں ہی کی سرپرستی کرتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دارانہ معیشت جو کہ "زاد منڈی" اور "زاد معیشت" کے نام پر حکومت پر غریبوں کے حق میں پالیسیاں بنانے میں رکاوٹ ڈالتی ہے، جب کہ وقت پر مشکل وقت ہے تو حکومت ہی کو مداخلت کے لیے بلاتی ہے۔ امیر لوگوں کے حق میں حکومتی پالیسیوں کا حوالہ دیتے ہوئے ماہرین نے یاد دلایا کہ امریکہ کی حکومت نے 6 ملین ڈالر کا بیل ٹوٹ پیکج بنکوں کا قرضہ ادا نہ کر سکنے والے اور ممکنہ طور پر بے گھر ہوجانے والے بیس لاکھ شہریوں کو نہیں بلکہ بنکو کو دیا جو دراصل اس بحران کے پیدا کرنے والے تھے

ماہرین نے کہا کہ معاشی عدم مساوات کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ جمہوری نظام میں عام افراد اپنے جائز حصے اور پالیسی فیصلوں میں درست فیصلے کروانے سے محروم رہتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام انتخابات پر اثر انداز ہوتا ہے اور سرمایہ دار اپنے سرمائے کی طاقت سے عوامی نمائندوں سے اپنی مرضی اور مفاد کے فیصلے کرواتے ہیں۔ حالانکہ اخلاق اور تہذیب کا تقاضا یہ ہے کہ سرمائے کو کبھی بھی اتنا طاقت ور نہیں ہونے دینا چاہیے کہ وہ نظام حکومت ہی کو یرغمال بنا لے۔ نظام سرمایہ داری کی سب سے بڑی اور بنیادی ناکامی یہ ہے کہ اس نے معیشت اور اخلاق کا باہمی تعلق ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ اس پہلو کو عالمی سطح کے بہت سے ماہرین معیشت اور اداروں نے اجاگر کیا ہے۔ ماہرین کا کہنا تھا کہ "لالچ اور دولت سے غیر معمولی محبت کے منفی انسانی جذبات اور حکومتوں کی عوامی مفاد کے معاملات سے بے نیازی کی پالیسیوں پر مبنی نظام سرمایہ داری کبھی بھی عام شہریوں کے مفاد کے لیے بروئے کار نہیں آسکتا۔"

ماہرین نے کہا کہ معاشی عدم مساوات کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ جمہوری نظام میں عام افراد اپنے جائز حصے اور پالیسی فیصلوں میں درست فیصلے کروانے سے محروم رہتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام انتخابات پر اثر انداز ہوتا ہے اور سرمایہ دار اپنے سرمائے کی طاقت سے عوامی نمائندوں سے اپنی مرضی اور مفاد کے فیصلے کرواتے ہیں۔ حالانکہ اخلاق اور تہذیب کا تقاضا یہ ہے کہ سرمائے کو کبھی بھی اتنا طاقت ور نہیں ہونے دینا چاہیے کہ وہ نظام حکومت ہی کو یرغمال بنا لے۔





ماہرین نے تجویز کیا کہ ایک متبادل نظام فکر اور سوچ کو فروغ دیا جائے جس میں عالمی سطح پر سماجی انصاف اور حکومت اور منڈی کے متوازن کردار کے پہلوئوں پر زور دیا گیا ہو۔ مسلم دنیا کو اس مرحلے پر اپنے نظریے اور عملی رویے سے دنیا کے سامنے مثال بن کر ابھرنا ہوگا۔ اپنی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے اور سخت محنت کے ساتھ اسی سماجی انصاف والے نظام کو سامنے لانا ہوگا جس پر مسلمان ریاستیں صدیوں تک عمل کرتی رہی ہیں اور دنیا میں بالادست اور باوقار رہی ہیں۔ نظریاتی پہلو سے نظام سرمایہ داری پر تنقید کرتے ہوئے ماہرین نے کہا کہ حالیہ بحران دراصل معاشیات سے پانچ نوعیت کے تعلقات کی کمزوری یا انقطاع کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

سب سے پہلا اور اہم سبب معاشیات اور اخلاقیات کا تعلق ختم ہونا ہے۔ معاشیات سے اخلاقیات کا تعلق ٹوٹنا ہی اصل میں سرمایہ داری کے بحران کا سب سے بڑا سبب ہے۔ معاشی دولت کو اخلاقی اقدار سے غیر منسلک اور بے تعلق کر دیا جائے تو پھر خود غرضی اور لوٹ کھسوٹ سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

معاشیات اور اس کا دیگر شعبہ ہائے علوم سے تعلق ختم ہونا ایک دوسرا سبب ہے۔ سیاسیات، سماجیات، نفسیات اور دیگر انسانی علوم کو معاشیات کوئی اہمیت نہیں دیتی اور انہیں اپنے ماتحت دیکھنا چاہتی ہے، اور اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی حد تک دلچسپی رکھتی ہے۔

تیسرا اہم سبب معاشیات کا معاشرے سے تعلق ختم ہونا ہے۔ معاشرہ معاشیات کی فکر میں ایسا لگا کہ معاشیات ہی کا ہو کر رہا

گیا اور معاشیات نے اپنے □□ کو مارکیٹ تک محدود کر لیا۔ وسعتِ نظر کی یہ کمی بہت سے سماجی مسائل کی جڑ ہے۔ چوتھا اہم سبب معیار زندگی اور معاشی مساوات میں عدم توازن ہے۔ بہتر معیار زندگی اور بہتر استعداد کار کا حصول ناپسندیدہ □ نہیں لیکن اگر اس دوڑ میں کم تر معیار زندگی رکھنے والے انسانوں کو کچلتے ہوئے □ گے بڑھنے کا روٹیا رکھا جائے تو یہ □ سسٹم کی ناکامی ہی کہی جائے گی۔



